ورلڈ اسلامک فورم کا ترجمان

ماہنامہ

الشریعہ

لندن — گوجرانوالہ

جلد ۵ ○ نومبر ۱۹۹۳ء ○ شمارہ ۲

رئیس التحریر: ابوعمار زاہد الراشدی

نائب الرئیس: مولانا محمد عیسیٰ منصوری

مدیر: حافظ محمد عمار خان ناصر

زیر سرپرستی:
شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ
مولانا مفتی عبدالباقی لندن

ادارہ تحریر

مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی ____ گوجرانوالہ
قاضی محمد رویس خان ایوبی ____ میرپور
پروفیسر غلام رسول عدیم ____ گوجرانوالہ
حاجی محمد فیاض خان سواتی ____ گوجرانوالہ
حافظ محمد اقبال رنگونی ____ مانچسٹر
الحاج ناصر دار خان ____ گوجرانوالہ
انجینئر طارق محمود ____ برمنگھم
حافظ گلزار احمد آزاد ____ گوجرانوالہ
مولانا ظہیر الدین قاسمی ____ بیشپ برطانیہ

مجلس مشاورت

مولانا محمد یونس پٹیل ____ ڈربن جنوبی افریقہ
الحاج غلام قادر ____ لندن
حاجی محمد اسلم ____ 〃
مولانا محمد اختر قاسمی ____ نیویارک
ایس افتخار احمد ____ لندن
مولانا کلام احمد ____ 〃
مولانا محمد فاروق سلطان ____ کوپن ہیگن
حافظ سید سعید احمد شاہ ____ ٹورنٹو

انتظامیہ

حافظ عبید الرحمٰن ضیا
حافظ ناصر الدین خان عامر

فہرست مضامین

کلمہ حق	مدیر اعلیٰ	۲
مغربی میڈیا کی مہم اور سنت نبوی	مدیر اعلیٰ	۷
دینی نصاب تعلیم کا حقیقت پسندانہ تجزیہ	مولانا ابوالکلام آزادؒ	۱۵
فورم کے سیمینار سے	مولانا محمد یونس پٹیل کا خطاب	۳۹
عہد عتیق میں ردوبدل	محمد اسلم رانا	۴۱
ورلڈ اسلامک فورم کے مرکزی اجلاس کے فیصلے	ادارہ	۴۵

زرِ خریداری

فی پرچہ دس روپے — سالانہ ایک صد روپیہ
یورپ ____ دس برطانوی پونڈ
امریکہ ____ پندرہ ڈالر
مڈل ایسٹ ____ پچاس سعودی ریال

ترسیل زر کے لیے

○ ماہنامہ الشریعہ اکاؤنٹ نمبر ۱۲۶۰
حبیب بینک تھانیوالا بازار گوجرانوالہ
○ بنیجر ماہنامہ الشریعہ
جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

ناشر
حافظ محمد عبدالمتین خان زاہد
کمپوزنگ: معیار کمپوزرز
۶۱۶۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ فون ۲۵۱۲۴۸
طابع: مسعود اختر پرنٹرز میکلوڈ روڈ، لاہور

WORLD ISLAMIC FORUM
35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 (UK)
TEL : 071 - 737 - 8199

خط و کتابت کے لیے

الشریعہ اکیڈمی
پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ پاکستان فون ۲۱۹۶۶۲، ۲۳۱

عورت کی حکمرانی' ذمہ داری کس پر؟

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عام انتخابات کے بعد مرکز اور پنجاب میں پی' پی' پی اور مسلم لیگ جونیجو گروپ' سندھ میں پی'پی'پی' سرحد میں نواز لیگ اور اے'این'پی اور بلوچستان میں نواز لیگ کی حمایت یافتہ حکومتیں قائم ہو چکی ہیں اور ہر سطح پر نئے حکمرانوں نے اپنے اپنے منصب کا چارج سنبھال لیا ہے۔

۹۰ء کے انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والی اسمبلیوں اور نواز شریف حکومت کو آئینی مدت پوری کرنے سے پہلے توڑنے اور قومی سیاست میں نامانوس اور غیر معروف افراد پر مشتمل نگران حکومت کے ذریعہ نئے انتخابات کا ڈول ڈالنے کے اصل محرکات و عوامل کیا تھے؟ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ خود منکشف ہوتے چلے جائیں گے اور بین الاقوامی سیاسی اتار چڑھاؤ کے پس منظر میں ان کو زیادہ دیر تک پس منظر میں رکھنا ممکن نہیں رہے گا۔ تاہم' حالیہ انتخابات کے بعد ایک مسئلہ پھر سے دینی حلقوں میں بحث و تمحیص کا موضوع بن گیا ہے اور وہ ہے عورت کی حکمرانی کا مسئلہ' کیونکہ انتخابات کے نتیجہ میں پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے دوبارہ وزیر اعظم کا منصب سنبھال لیا ہے اور مذہبی حلقے اس پر مسلسل ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔

عام انتخابات میں شکست کھانے والی مسلم لیگ کے راہ نماؤں کی طرف سے یہ کہہ کر اس ناکامی کا ذمہ دار مذہبی حلقوں کو ٹھہرایا جا رہا ہے کہ قومی سیاست میں حصہ لینے والی

دینی جماعتوں نے اس دفعہ مسلم لیگ نواز شریف گروپ کا ساتھ نہیں دیا' جس کی وجہ سے اس کے متعدد امیدوار انتخابات میں شکست کھا گئے اور پیپلز پارٹی اقتدار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسی طرح گفتگو کی عام مجالس میں بھی علما اور مذہبی راہ نماؤں کو حالیہ انتخابات کے حوالے سے "سیاسی بے بصیرتی" کے طعنے دیے جا رہے ہیں' اس لیے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس صورت حال کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لیا جائے اور گزشتہ پانچ سال کے اس سیاسی سفر پر ایک نظر ڈال لی جائے' جس میں میاں نواز شریف کی مسلم لیگ اور ملک کی مذہبی سیاسی جماعتیں زیادہ دیر تک ایک ساتھ نہ چل سکیں اور حالیہ انتخابات میں مذہبی جماعتوں کی حمایت و تعاون نواز لیگ کو حاصل نہ ہو سکی۔

۸۸ء کے عام انتخابات کے بعد جب پیپلز پارٹی بر سر اقتدار آئی اور محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزیر اعظم کا منصب سنبھالا تو ملک کے تمام اہم دینی حلقے اس نکتہ پر متفق ہو گئے تھے کہ اسلام میں عورت کا حکومت یا مملکت کا سربراہ بننا شرعاً جائز نہیں ہے۔ چنانچہ علما نے عورت کی حکمرانی سے نجات حاصل کرنے کے لیے رائے عامہ کو بیدار کرنے کی جدوجہد شروع کر دی' جس کا فائدہ منطقی طور پر محترمہ بے نظیر بھٹو کے سیاسی حریف میاں نواز شریف کو پہنچا اور ان کا گراف دن بدن بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا۔ حتی کہ ۹۰ء کے انتخابات میں میاں نواز شریف کو مذہبی جماعتوں کی بھرپور حمایت و تعاون بلکہ جد و جہد کے باعث کامیابی حاصل ہوئی اور وہ وزیر اعظم کے منصب تک جا پہنچے۔ مذہبی حلقوں کو ان سے بجا طور پر توقع تھی کہ چونکہ وہ خود ایک روایتی مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور مذہبی حلقوں ہی کی شب و روز جد و جہد کے باعث اقتدار تک پہنچے ہیں' اس لیے وہ ملک میں نفاذ اسلام کے حوالے سے موثر پیش رفت کریں گے' لیکن میاں صاحب موصوف نے اپنے طرز عمل سے مذہبی حلقوں کو مکمل طور پر مایوس بلکہ بد دل کر دیا۔

--- ○ میاں نواز شریف کو بعض مذہبی راہ نماؤں کی طرف سے یہ مشورہ دیا گیا کہ انہیں قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل ہے' اس لئے وہ اسلامی احکام کی روشنی میں عورت کی

حکمرانی کے بارے میں قانون سازی کریں تاکہ آئندہ کسی عورت کے حکمران بننے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ انہوں نے اس مشورہ کا جواب اس پبلک بیان کی صورت میں دیا کہ وہ بنیاد پرست نہیں ہیں اور نہ بنیاد پرستوں کے زیر اثر ہیں' اس لیے وہ عورت کی حکمرانی کے مخالف نہیں ہیں۔

--- ○ بے نظیر حکومت کے دور میں سینٹ نے جو شریعت بل منظور کیا تھا' اس کی منظوری کی جدوجہد میں میاں نواز شریف صاحب خود بھی شریک تھے۔ انہوں نے اس دور میں اس شریعت بل کی کھلم کھلا حمایت کی' اس کے لیے کانفرنسوں میں خطاب کیا اور اس کی منظوری پر مسرت کی تقریبات میں شرکت کی۔ اس شریعت بل کی ایک بنیادی دفعہ میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دے کر تمام معاملات میں شریعت اسلامیہ کی بالادستی تسلیم کی گئی تھی' لیکن میاں صاحب نے اپنے دور حکومت میں اس شریعت بل کا جو تیا پانچہ کیا' اس نے حساس مذہبی حلقوں کے دل پارہ پارہ کر کے رکھ دیے اور میاں نواز شریف کی حکومت کی طرف سے قومی اسمبلی میں منظور کرائے جانے والے سرکاری شریعت بل کی اس دفعہ نے تو لٹیا ہی ڈبو دی' جس میں صراحت کی گئی ہے کہ قرآن و سنت کی بالا دستی کا اطلاق ملک کے سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے پر نہیں ہو گا۔

--- ○ وفاقی شرعی عدالت نے سودی نظام کو قرآن و سنت کے منافی قرار دیتے ہوئے حکومت کو سود سے متعلقہ قانونی دفعات کو تبدیل کرنے کی ہدایت کی تو میاں نواز شریف نے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے کے بجائے اسے سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا' جس سے مذہبی حلقوں اور میاں صاحب کے راستے ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئے۔

--- ○ میاں محمد نواز شریف نے' جو اپنے بارے میں ایک مذہبی خاندان کا مذہبی فرد ہونے کا تاثر دیتے آ رہے تھے اور ۹۰ء کے انتخابات میں اسلام ہی کو اوڑھنا بچھونا قرار دے چکے تھے' ۹۳ء کے انتخابات میں یک لخت اپنا لب و لہجہ تبدیل کر لیا اور شریعت اور اسلامی نظام کا تذکرہ اپنے بیانات اور تقاریر سے ایسے حذف کر دیا جیسے اے'این'پی کے ساتھ ان کا

سیاسی معاہدہ ہی اسلام کا راستہ چھوڑ دینے کی شرط پر ہوا ہو اور وہ اس معاہدہ کو بہرحال پورا کرنے کی پالیسی پر گامزن ہوں۔

ان حالات میں اگر ایک آدھ کے سوا ملک کی باقی مذہبی سیاسی جماعتیں ۹۳ء کے انتخابات میں اپنا وزن میاں نواز شریف کے پلڑے میں نہیں ڈال سکیں تو اس میں قصور مذہبی جماعتوں کا نہیں' خود میاں محمد نواز شریف اور ان کے سیاسی رفقا کا ہے' جنہوں نے اپنے طرز عمل اور پالیسیوں کے ساتھ مذہبی جماعتوں کے لیے نواز لیگ کی حمایت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دی۔

ہاں' مذہبی جماعتوں کا یہ قصور ہم کھلے دل کے ساتھ مانتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حکمت عملی وضع کرنے میں "سیاسی بصیرت" کا مظاہرہ نہیں کیا۔ قومی اسمبلی توڑے جانے کے بعد دینی جماعتوں کے قائدین کے نام مفصل عریضہ' الشریعہ کے صفحات اور قائدین کے ساتھ ملاقاتوں کی صورت میں ہم نے ان سے گزارش کی تھی کہ دینی جماعتیں قیادت کی ترجیحات و مفادات سے بالا تر ہو کر متحدہ محاذ قائم کریں اور مسلم لیگ اور پیپلزپارٹی کی فتح و شکست سے بے نیاز ہو کر دینی سیاست کا جداگانہ تشخص قائم کرنے کی کوشش کریں' لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور الگ الگ محاذ قائم کر کے بہت سی سیٹیں ضائع کر دیں۔ ہمیں اب بھی اپنے اسی تجزیہ پر یقین ہے کہ اگر الگ الگ محاذ قائم کرنے کے بجائے دینی جماعتیں متحد ہو کر ایک پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیتیں تو قومی اسمبلی میں طاقت کا توازن ان کے ہاتھ میں ہوتا۔ وہ عورت کی حکمرانی کا راستہ روکنے کے علاوہ اور بھی دینی مفادات حاصل کر سکتی تھیں' لیکن دینی جماعتوں کے قائدین کے شخصی ٹکراؤ اور گروہی ترجیحات نے ایسا نہ ہونے دیا اور اس کے نتیجہ میں عورت کی حکمرانی کا داغ ایک بار پھر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پیشانی پر لگ گیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

بہرحال اب جو ہونا تھا ہوچکا ہے اور نواز لیگ اور مذہبی حلقے اپنے اپنے کیے کی سزا بھگت چکے ہے۔ اب ملک میں نئی سیاسی صف بندی ہوگی اور بین الاقوامی سیاسی عوامل کا دائرہ اثر دن